صدمہ پہنچے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ گوانتانامو بے میں قرآن حکیم کون لیکر گیا؟ کیونکہ یہ قیدی اس جزیرے پر جس حالت میں پہنچے اس کا منظر پوری دنیا نے دیکھا۔ان کے ہاتھوں کو باندھا ہوا تھا، پاؤں میں ایسی بیڑیاں تھیں جن کی وجہ سے قیدی اچھی طرح چل بھی نہیں سکتے تھے۔آنکھوں پر پٹیاں باندھی ہوئی تھیں اور افغانستان سے کیوبا تک کا طویل سفر اسی حالت میں کرایا گیا۔دوران سفر جہاں کھانے پینے سے محروم رکھا گیا وہاں سیٹوں کے ساتھ بھی باندھا گیا۔ایسی حالت میں یہ مسلمان قیدی کیونکر قرآن حکیم ہمراہ لیجا سکتے ہیں۔ان کا لباس نہ صرف تبدیل کیا گیا بلکہ مخصوص لباس پہنایا گیا ان کی داڑھی اور سر کے بال مونڈھ دیئے گئے تھے، یہ بات ناممکن نظر آتی ہے کہ ان قیدیوں کے پاس مصحف ہونگے۔البتہ یہ ممکن ہے کہ ان کی طلب پر یا از خود امریکیوں نے قرآن کریم فراہم کر دیئے ہوں۔اور قیدیوں کو ذہنی ٹارچر کرنے کیلئے ان کے سامنے قرآن حکیم کی بے حرمتی کی ہو تا کہ اس خبر کی اشاعت سے پوری دنیا کے مسلمان بھی صدمے سے دوچار ہوں۔

یہودی تو پہلے روز سے ہی کسی دوسرے مذہب کی قدر و منزلت نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ ان کی طرف مبعوث کئے گئے انبیاء کرام کی نہ صرف توہین کرتے بلکہ ان پر بہتان لگاتے اور قتل تک کر دیتے لیکن اب عیسائی بھی اسلام دشمنی میں اس قدر آگے جاچکے ہیں اور آئے روز ان کی ریشہ دوانیاں منظر عام پر آتی ہیں اور عمداً ایسا کام کرتے ہیں جس سے اسلام دشمنی اور مسلمانوں سے نفرت کا اظہار ہو۔خصوصا افغانستان ، عراق اور گوانتانامو بے میں ان کی سرگرمیاں مسلمانوں کے خلاف ہیں۔حقیقت میں یہ صلیبی جنگ کا تسلسل ہے اور ان کی جملہ کاروائیاں اس کا حصہ ہیں۔وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ امریکہ بہادر صرف دہشت گردی کی جنگ لڑ رہا ہے وہ احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔امریکہ کی یہ کھلی جنگ مسلمانوں کے خلاف ہے۔

تمام مذاہب اخلاقیات کی تعلیم دیتے ہیں جس میں دوسروں کی دل آزاری کرنا اور ان کے مذہب کے خلاف کسی قسم کی کاروائی کرنا اخلاقاً، قانوناً جرم ہے۔حتیٰ کہ اقلیت کے حقوق میں ان کی مذہبی آزادی کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے۔لیکن امریکی لغت میں یہ سب کچھ بیکار ہے۔ان کے ہاں تہذیب، اخلاق، قانون کوئی معنی نہیں رکھتا اور اپنے مفادات کا تحفظ ہی اس کی اولین ترجیح ہے۔وہ تمام ممالک جو کسی نہ کسی طرح اس کی حمایت کرتے ہیں یا مادی و معنوی مدد کرتے ہیں وقت آنے پر وہ انہیں بھی نوچ کھاتا ہے۔لہٰذا قرآن حکیم کی بے حرمتی بھی اسی ضمن میں اس کا ایک گھناؤنا جرم ہے۔اس کے اس طرز عمل سے نہ تو اس کے قد میں اضافہ ہوا اور نہ ہی اس کا وقار بنا۔بلکہ جہاں پہلے ہی مسلم دنیا اس سے نفرت کرتی ہے اس میں مزید اضافہ ہوا ہے۔یہی وہ نفرت ہے جس کی وجہ سے امریکی مفادات کو نقصان پہنچتا ہے۔دہشت گردی، یقیناً ایک قابل نفرت جرم ہے لیکن اس کے اسباب و علل پر اگر غور کیا جائے تو اس میں سے بہت سی وجوہات خود امریکہ فراہم کرتا ہے۔جب تک ان اسباب اور وجوہات کا خاتمہ نہ کیا گیا نہ تو دہشت گردی ختم ہوگی اور نہ ہی امریکہ کے خلاف نفرت میں کمی آئے گی۔

اگر اسلامی ممالک کے سربراہان (جن میں پاکستان خصوصی طور پر شامل ہے) نے امریکہ سے احتجاج کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ وہ اس واقعہ میں ملوث فوجیوں کو قرار واقعی سزا دیں۔اسلامی سربراہی کانفرنس نے بھی احتجاجی مراسلہ روانہ کیا ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ اس واقعہ کی نہ صرف تحقیق کی جائے بلکہ آئندہ بھی اس کے اعادہ کو روکا جائے۔

اب امریکہ کو خود بھی اس کا اد ... نا چاہئے کہ وہ کیونکر مذہبی منافرت کو ہوا دیتا ہے اگر یہ آگ بھڑک ا ... بجھانا امریکہ کے بس میں ہوگا اور نہ ہی کوئی دوسرا اس پر قابو پا سکے۔

لہٰذا دنیا میں قیام امن کیلئے ضروری ... مذاہب کا احترام کیا جائے ، بالخصوص اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ ... یازی سلوک ختم کیا جائے ، مقامات مقدسہ، مساجد اور قرآن حکیم کی حرمت اور عظمت کا خیال رکھا جائے۔بے حرمتی کرنے والوں کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔مسلمان قیدیوں کو رہا کیا جائے، اور جن اسلامی ممالک میں امریکی قابض ہیں انہیں مکمل آزادی دی جائے ایسی صورت میں دنیا میں امن کی ضمانت دی جاسکتی ہے۔ورنہ دنیا کو جہنم بنانے میں کوئی کسر باقی نہیں رہے گی اور اس کا ذمہ دار امریکہ ہوگا۔

مخلوط میراتھن ریس!!

ابتداء سے ہی اولیاء الرحمٰن اور اولیاء الشیطان کے درمیان ایک ریس لگی ہوئی ہے جو قیامت تک جاری رہے گی۔شیطان جب ملعون اور مردود ٹھہرا تو اس نے بھی ایک نعرہ مستانہ لگایا تھا کہ:**قال رب بمآ اغویتنی لازینن لهم فی الارض و لاغوینهم اجمعین. الا عبادک منهم المخلصین** (الحجر:۳۹،۴۰) بندوں کو ضلالت اور گمراہ کرنے کے بیسیوں طریقے اس نے ایجاد کئے، اللہ تعالیٰ کا سرکش اور باغی بنایا بتوں اور مورتیوں کو اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔اکرم اور اشرف مخلوق انسان کو ان کے سامنے سجدہ ریز کرا کے ذلت و پستی کی اتھاہ گہرائیوں میں اتار دیا۔شیطان کا بدترین عمل یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان اور گستاخ ہے۔اس کا یہ مشن جاری ہے اب اس کی معنوی اولاد اس قابل ہو چکی ہے کہ وہ نت نئے طریقے ایجاد کر کے بندوں کو تہذیبی ثقافتی اور اخلاقی دائروں سے خارج کر کے ابلیسی لشکر میں شامل کر دیں۔ہر وہ کام ان کی راحت اور تسکین کا باعث ہے جس سے انسان کی عظمت کو ٹھیس پہنچے اور وہ انسانیت کے درجے سے نکل کر حیوانیت کا روپ دھار لے۔گندی نالی کے یہ بدبودار کیڑے فضا کو متعفن کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اور ہر وقت اس فکر میں رہتے ہیں کہ اولاد آدم کو جو شرف اور اعزاز اللہ تعالیٰ نے بخشا ہے اس کو ذلت و رسوائی میں کیسے بدلیں۔اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل میں انہوں نے ہمیشہ صنف نازک کو آلہ کار بنایا۔آزادی اور مساوات کے نام پر اسے بازار کی زینت

بنایا۔اپنی طمع، لالچ، حرص اور خودغرضی کیلئے اس کے نازک ترین احساسات کی بولی لگوائی۔اسے بازار کی جنس قرار دیا اور آج دنیا کے چوٹی کے بدقماشوں کا ذریعہ آمدن "بنت حوا" ہے۔

ماہنامہ ترجمان الحدیث ایک اصلاحی اور دعوتی رسالہ ہے جو ہمیشہ سے مثبت اور معتدل پالیسی پر گامزن ہے، اور قرآن وسنت کی تعلیمات کے فروغ میں سرگرم عمل ہے۔ہمیں میراتھن ریس پر قلم اٹھانے کی چنداں ضرورت نہ تھی کیونکہ اس موضوع پر معاصر رسالوں میں بہت کچھ شائع ہو چکا ہے لیکن ایک قومی اخبار کے پستہ قد منشی کی دل آزار تحریر نے ہمیں چند جملے تحریر کرنے پر مجبور کردیا۔

مقدس قلم کے ذریعے پلنے والا یہ قبیلہ ہمیشہ بے خودی میں رہتا ہے۔اور قلم کے تقدس اور حرمت کو پامال بھی کرتا ہے۔یہ تماش بین کبھی بھی حقائق کا سامنا نہیں کرسکتے ان کی آنکھیں ایسے مناظر کی جستجو میں لگی رہتی ہیں۔جو ان کی جنسی تسکین کا باعث ہوں۔یہ عورت کے جذبات سے کھیلتے ہیں۔انہیں اکسا کر سربازار لاتے ہیں۔ثقافت کے نام پر بے لباس کرتے ہیں اور ناچنے پر مجبور کرتے ہیں۔مساوات کے نام پر مخلوط طرز زندگی اپنانے کا درس دیتے ہیں۔حقوق کے نام پر مردوں جیسی بامشقت زندگی اختیار کرنے کی راہ دکھاتے ہیں۔جسم کی نمائش اور مخالف جنس کے جذبات کو انگیخت کرنے کو فیشن شو کا نام دیتے ہیں اور خود ایسے مناظر کو دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے ہیں۔اور ان کے ناپاک منہ سے رال ٹپکتی ہے۔یہ دھرتی پر نہ صرف بوجھ ہیں بلکہ معاشرے کے ناسور جو اپنی پراگندہ سوچ کو روشن خیالی کا نام دیکر آزادی نسواں کے علم بردار بنتے ہیں۔ایسے حیاسوز مناظر دکھانے پر تمغہ حسن کارکردگی اور سویلین نشان حیدر دینے کو بے چین ہوتے ہیں۔

ان کی بے ادب تحریریں جہالت کا پتہ دیتی ہیں۔ان کی قلمیں ہمیشہ زہر اگلتی ہیں۔تہذیب وثقافت کے معانی ومفہوم سے ناآشنا یہ کنویں کے مینڈک اپنی دنیا میں مگن ہیں۔انہیں اسلامی تعلیمات سے شدید نفرت اور حدود وقیود سے چڑ ہے۔سیرت طیبہ اور اسلامی تاریخ سے ناآشنا یہ نام نہاد دانشور آوارہ اور بدچلن لوگوں کو اپنا آئیڈیل اور پیشوا سمجھتے ہیں۔محدود سوچ اور تنگ نظریے کے حامل یہ لوگ گدھ کی طرح بدبودار گوشت کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔ان کے علم کی سطح اور معلومات کا اہم ذریعہ عاصمہ جہانگیر اور حنا جیلانی سے آگے نہیں ہے۔اس قبیل کے لوگوں میں جینا اور مرنا ان کا افتخار ہے۔

اتاترک کو عظیم لکھنا ان کی علمیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اخبارات میں تصاویر دیکھ کر اترانے والوں کا شمار بھی ذہنی پسماندہ قبیلے سے ہوتا ہے۔ورنہ آج تک کسی بھی قابل ذکر لائق صد احترام ثقہ اور معتبر عالم دین کی تصویر اخبار کی زینت نہیں بنی۔لیکن خود یہ بھول جاتے ہیں کہ اپنا بے نور چہرہ وہ روزانہ طبع کروا کر دانشوروں اور قلم قبیلہ میں گھسنے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ہمیں معلوم ہے کہ ان کا کالم کس طرز فکر کے لوگوں میں مقبول ہے۔یہ روسیاہ مخلوط میراتھن پر تو بڑے ناز سے یہ تحریر کرتے ہیں کہ "یہ عظیم کارنامہ تاریخ میں یاد رکھا جائے گا"۔ بلاشبہ تاریخ کے سیاہ ابواب انہی لوگوں کے دم قدم سے بھرے پڑے ہیں۔جن میں ایک باب کا مزید اضافہ ہوگیا ہے۔

کیالا فانی کارنامہ ہے جس پر سجدہ شکر ادا کیا گیا ہے۔ظاہر ہے ان پر مہربانیوں کے دروازے کھل گئے اور پسندیدہ اور محبوب ترین کا درجہ پالیا۔پولیس گردی کے سایہ میں عظیم میراتھن منعقد ہوئی اور پولس کی گاڑی پر کھڑے ہو کر خطاب بلاشبہ ایک ایسا کارنامہ ہے جو عاصمہ جہانگیر جیسی باہمت اور بہادر خاتون سرانجام دے سکتی ہے۔عورتوں کا سڑکوں پر مردوں کے شانہ بشانہ دوڑنا نہ تو ترقی کی علامت ہے اور نہ ہی یہ عورت کے تقدس اور عزت کا ذریعہ ہے۔البتہ غیرملکی آقاؤں سے اپنی N.G.O. کیلئے لاکھوں ڈالر حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ضرور ہے۔جس سے چند ٹکے ان بے ضمیروں اور ان کی دہلیز پر سجدہ ریز ہونے والوں کیلئے بھی ہیں۔یہی ان کی کل متاع عزیز ہے جس کیلئے یہ سارا تماشہ دکھایا گیا، اور ڈرامہ رچایا گیا۔عورتوں کی ہمدردی اور ان کے حقوق کی پاسداری کیلئے ان کے دل میں جو درد موجود ہے اور جس کی وجہ سے یہ دن بدن لاغر ہو رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں ہیں۔

مخلوط طرز زندگی کا مظاہرہ صرف میراتھن ریس تک کیوں محدود ہے؟ اگر یہ عمل اتنا ہی اچھا ہے، معاشرے کی ترقی اور عورتوں کیلئے پیام مسرت ہے تو اسے زندگی کے دیگر شعبوں میں بھی منتقل کریں۔مثلا ان میں سے کسی ایک کی اجل آجائے تو انہیں مل کر غسل دینا چاہئے، کندھے سے کندھا ملا کر جنازہ پڑھنا چاہئے اور مل جل کر اس کو قبرستان لے جانا چاہئے اور لحد میں اتارتے وقت بھی مخلوط مظاہرہ کرنا چاہئے۔تاکہ دنیا کو ایک عمدہ روشن اور واضح پیغام ملے۔کہ اب پاکستانی معاشرے میں طبقاتی تقسیم ختم ہوگئی ہے اور مرد وزن مل جل کر زندگی کا بوجھ اٹھاتے ہیں۔لہٰذا اب یہ ترقی کی منزلیں طے کرتے ہوئے بہت جلد دنیا میں بلند مقام حاصل کرلیں گے۔

مخلوط میراتھن ریس کے کیا یہی مقاصد ہیں؟ یا اس کے پس منظر میں دین سے بیزاری اور اسلامی تہذیب وثقافت کے خلاف اظہار نفرت ہے۔یقینی بات یہی ہے اور یہ طبقہ ہر سطح پر اس کا اظہار کرتا رہتا ہے۔لیکن انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ اقلیت میں ہیں اور اکثریت پر اپنی ناپاک فکر کو مسلط نہیں کرسکتے۔جس کا اظہار صدر مملکت نے بھی حالیہ انٹرویو میں کیا کہ مخلوط میراتھن ریس کے حامی اقلیت میں ہیں لہٰذا انہیں اکثریت کی رائے کا احترام کرنا چاہئے۔اور یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ ان کا یہ طرز عمل کسی طرح بھی اخلاقی تہذیبی اور ثقافتی زمرے میں نہیں آتا بلکہ یہ بے حیائی اور بے غیرتی پر مبنی ایک فاسد خیال ہے۔جس کی معاشرے میں کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔اور نہ ہی اس کا انجام حوصلہ افزاء ہے۔لہٰذا ہم انہیں دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ اپنا طرز عمل تبدیل کریں۔اور از سرنو دین کا مطالعہ کریں۔اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی فرمائے آمین۔